

ہندوپاک نگارِ نبوت میں

تسلیتِ طیف

پروفیسر محمد فیض احمد ایسی خصوصی اشعار

پروفیسر محمد فیض احمد ایسی خصوصی اشعار

پروفیسر محمد فیض احمد ایسی خصوصی اشعار

پروفیسر

ادارہ تالیفات اویسیہ

0322-9920880

0322-9920880

پروفیسر محمد فیض احمد ایسی خصوصی اشعار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(الصلوة والسلام) حبیبنا یا رسول اللہ ﷺ

ہند و پاک نگاہ نبوت میں

تصنیف: **فیض العظیم**

مفسر اعظم پاکستان، فیض ملت، آفتاب الہی سکت، امام المناظرین، رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحاج الحافظ **مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی** قدس سرہ

معاون نثر

ادارہ تالیفات اویسیہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
وعلى آله واصحابه اجمعين -

خطہ ہندوپاک وہ خوش قسمت زمین ہے جس میں آدم علیہ السلام نے جب زمین پر نزول فرمایا تو حضور سرور عالم ﷺ کا نور آپ کی پیشانی میں تھا چنانچہ روح البیان پارہ اول میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام ہند میں سرانديپ کے پہاڑ پر اترے ان کی وجہ سے وہاں کے درخت خوشبودار ہو گئے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نور محمدی (ﷺ) کو پیشانی آدم میں رکھا، ایک روایت میں ہے ان کی پشت میں رکھا جو ان کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر تمام اعضاء میں سرایت کرتا، اور حق تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد ۷ صفحہ ۳۴)

نگاہ نبوت میں خطہ ہند:

جس طرح کائنات کے ذرہ ذرہ پر حضور نبی پاک ﷺ کی نگاہ ہے، یوں ہی خطہ ہندوپاک بھی حضور ﷺ سے اوجھل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی مبارکہ میں اس کے متعلق ایک نوید سعید سنائی۔

ہندوستان کی فتح اور علم غیب:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”قال وعدنا رسول الله ﷺ غزوة الهند فان ادر كتبها انفق فيها نفسي ومالي فان اقبل كنت من افضل الشهداء وان ارجع فانا ابو هريرة المحرر“

(نسائی کتاب الجہاد)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہندوستان سے جنگ کا وعدہ فرمایا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس وقت میں زندہ رہا تو اپنی جان و مال دونوں قربان کروں گا اگر میں شہید ہوا تو افضل شہداء سے ہوں گا اگر واپس آؤں گا تو صرف ابو ہریرہ ہوں گا۔

(۲) ”عن ثوبان رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ عصابتان من امتي احوز هما الله من النار عصابتان تغز والهند وعصابتان تكون مع عيسى بن مريم -“

(نسائی کتاب الجہاد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے ناز جہنم سے محفوظ کر لیا ایک جو ہندوستان کی جنگ لڑے

گا، دوسرا وہ جو علی علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

فائدہ: نبی پاک ﷺ نے ہندوپاک کو کیسے نظر شفقت سے دیکھا اور قرب قیامت تک کے متعلق واضح ارشاد فرمایا۔

1965ء کی جنگ:

دلائل کو مخالف اپنے غلط انداز سے تو ٹھکرا سکتا ہے لیکن مشاہدات کا ٹھکرانا اس کے بس سے باہر ہے۔ 1965ء کی جنگ کے درمیان ہندوپاک میں نبی پاک ﷺ نے اپنی امت سے شفقت ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ تمہارے حالات سے بے خبر نہیں۔

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

فقیر اس دور کے اخبارات کے نمونے پیش کرتا ہے۔

(1) روزنامہ اخبار مشرق ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی لاہور کی اشاعت میں مولانا محمد انعام کریم صدیقی جو پندرہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اُن کا ایک خط ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء ۲۸ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ کا لکھا ہوا کراچی کے خدا ترس بزرگ جناب نور محمد صاحب بٹ کو ملا۔ وہ خط اخبار مشرق میں معہ فتوہ کے شائع کیا گیا۔ جس کا مضمون ملاحظہ فرمائیے:

محترم المقام جناب قبلہ الحاج حضرت المکرم بٹ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں پر جس روز لاہور پر حملہ ہوا اسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے، اور روضہ اقدس سے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے۔ اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے اور دم برقی کی مانند بلکہ اس سے بھی تیز کہیں روانہ ہو گئے۔ پیچھے پیچھے مواجہہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اس راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے۔ اور بھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں۔ دعاء فرمائیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثبات قدم رکھے اور بفضل جناب محمد مصطفیٰ ﷺ فتح و عزت عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ اخبار مشرق لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

فائدہ: مذکورہ خط سے آفتاب کی طرح یہ واضح ہو گیا کہ ہماری سترہ روزہ جنگ کا حضور اقدس ﷺ کو علم ہے۔ اور آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم السلام نے ہماری مدد فرمائی ہے۔ اور حضور ﷺ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو گوارہ نہ فرمایا۔ تو ہم پر رحم و کرم فرماتے ہوئے ہماری مشکل کشائی فرمائی۔

الحمد للہ رب العالمین آیات قرآنی و احادیث شریفہ کے مطابق یہ بات آج بھی روشن ہے کہ حضور ﷺ کو ہمارے احوال کا علم ہے اور ہماری تکلیف آپ کو گوارہ نہیں۔

(2) روزنامہ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی کراچی کی اشاعت میں ہے پاکستانی افواج کے جوانوں نے یا رسول اللہ ﷺ اور یا علی مدد ارضی اللہ عنہ کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی نڈی دل فوج کو بری طرح سے شکست دی۔ اس معرکہ میں نبی آخر الزمان ﷺ اور شیر خدا اپنے مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر ہزاروں کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے، چونڈہ کے قریب ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ یا رسول اللہ ﷺ مدد! کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سیالکوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بزرگ شہر خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور با آواز کلام پاک پڑھتے رہے۔

فائدہ: مسلمانانِ پاکستان نے یا رسول اللہ و یا علی مدد کے نعروں سے بھارتی نڈی دل فوج کو زبردست شکست دی۔ اور یہ کہ نبی آخر الزمان حضور سرور کائنات ﷺ اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھی اس جنگ کا علم تھا۔ اور آپ پاکستانی مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ یعنی حاضر بھی اور ناظر بھی تھے اور اولیاء اللہ نے مسلمانانِ پاکستان کی امداد فرمائی۔ اور خصوصاً چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں حضور اقدس ﷺ اولیاء عظام کی خاص توجہ تھی۔ بہر حال آیات قرآنی و احادیث شریفہ کی تصدیق آج بھی دنیا کے سامنے روشن ہے۔ اگر ان واقعات کے پیش آنے کے باوجود بھی حق و صداقت کا انکار کیا جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔

ان معجزات اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدوں اور شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا۔ علاوہ انہیں اور بہت سے واقعات لوگوں کے سامنے آئے ہیں۔ مقام غور ہے کہ آخر اتنا بڑا حملہ، بے شمار جدید قسم کا اسلحہ، لاتعداد فوج جو بظاہر پاکستانی طاقت سے چھ گنا زیادہ قوت تھی۔ جس نے اٹھارہ گھنٹوں میں پاکستان کو ہڑپ کرنے کے لئے منصوبہ تیار کیا ہوا تھا۔

اس لئے حقیقت یہی ہے اور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ یہ سب فضلِ خدا اور کرمِ مصطفیٰ ﷺ اور نظر اولیاء تھی کہ مسلمانانِ پاکستان نے دشمن کو بُری طرح سے گھل کر رکھ دیا۔ اور اس کی بری، بحری اور فضائی طاقت کا کچھ مر کال دیا۔ اور ذلت آمیز ایسی شکست دی کہ بھارتی بھگوڑے آئندہ ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں رکھ سکتے۔ اور اگر ایسی جرأت کریں گے بھی تو انہیں ایسا سبق دیا جائے گا کہ جو ان کی سلیس صدیوں تک یاد رکھیں گی۔ ان شاء اللہ

تعالیٰ تم و سلوہ الکریم

پاکستان کے مسلمانوں نے دنیائے اسلام میں غزوہ بدر و حنین کی وہ یاد تازہ کر کے رکھ دی ہے جن کا نام تاریخ کے

سُہری حروفوں میں لکھا جائے گا۔ اور پھر لطف یہ کہ جن مسلمان فوجی بھائیوں نے اپنی عزیز ترین جانوں کو اللہ و رسول ﷺ کی خاطر قربان کیا ہے۔ انہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا ہے۔ جس کی لذت دُنیا کی کسی شے میں نہیں مل سکتی اور اُن مسلمان شہیدوں کے نام قیامت تک زندہ رہیں گے۔ وہ خود بھی زندہ اُن کا نام بھی زندہ۔

نوٹ: اس جیسے متعدد واقعات اس دور ۱۹۶۵ء میں ظہور پذیر ہوئے۔ فقیر نے اپنے رسالہ ”۷ ستمبر اور پیر پینچس“ میں جمع کئے ہیں۔

دلائل :

وہ تھے مشاہدات اب وائل ملاحظہ ہوں۔ علمائے اہلسنت نے ہزاروں تصانیف لکھیں اور لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عطا فرمایا۔ ان کے فیض و برکت سے فقیر نے بھی متعدد رسالے لکھے اور ایک ضخیم تصنیف ”غایۃ المامول“ اسی موضوع میں ہے۔ قرآنی آیات متعدد اس کی شاہد ہیں مجملہ ان کے ایک آیت ذیل بھی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عِلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۹۴)

ترجمہ: اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں بخاؤے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام اعمال اچھے ہوں یا بُرے سب کو اپنی الوہیت سے دیکھتا ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ بھی تمام اعمال اچھے ہوں یا بُرے ہوں سب کو آپ اپنی نورِ نبوت سے دیکھ رہے ہیں۔

فائدہ: آیت شریفہ سے یہ صاف واضح ہو گیا ہے کہ آپ ﷺ سب کے اعمال کو دیکھتے ہیں۔ تو پھر ہندو پاک کے حالات سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علمِ ماکان و مایکون عطا فرمایا۔

احادیث مبارکہ :

(۱) حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں (وعظ کے لئے) کھڑے ہوئے۔ اس مقام میں آپ نے جو کچھ قیامت تک واقع ہونے کو ہے سب بیان فرمایا۔ اُسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ اس واقعہ کا میرے ان یاروں کو علم ہے۔ اور جو کچھ آپ نے خبر دی اس میں سے ایسی چیز واقع ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا۔ پس اس کو دیکھتا ہوں تو یاد کر لیتا ہوں۔ جس طرح ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ (بطریق اجمال) یاد رکھتا ہے جب وہ اُس سے غیب ہو جاتا ہے پھر جب اُس کو دیکھتا ہے تو اُسے (بہ تفصیل و تشخیص) پہچان لیتا ہے۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ کتاب الفتن)

(2) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے۔ پس آپ نے ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر ہو گئی۔ پس آپ منبر پر سے اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر آ گئی پھر منبر سے اتر آئے اور نماز عصر پڑھائی اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس آپ نے ہم کو جو کچھ واقع ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کی خبر دی۔ پس ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ وہ زیادہ عالم ہے۔ (مسلم، کتاب القنن)

(3) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین کو پلیٹ لیا۔ پس میں نے اُس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور قریب ہے کہ میری اُمت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔ (مسلم شریف، کتاب القنن)

(4) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ کے قلعوں میں سے ایک پر کھڑے ہوئے، پھر فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں کے بیچ بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

(5) حضرت عبدالرحمن بن عائش سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو نہایت اچھی صورت میں دیکھا۔ اُس نے پوچھا کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تو زیادہ دانا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پس پروردگار نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اُس ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دو پستانوں کے درمیان پائی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اور آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَلِيَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۷۵)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین المؤمنین والوں میں ہو جائے۔ (مکتوٰۃ)

فائدہ: اس حدیث کو دارمی نے بطریق ارسال روایت کیا ہے۔ اسی کی مانند ترمذی میں ہے۔

(6) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنے دولت خانہ سے) نکلے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! مگر یہ کہ آپ ہمیں بتا دیں۔ پس جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں بہشتیوں کے نام اور اُن کے آباء و قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخر میں اُن کا مجموعہ دیا گیا

ہے۔ پس اُن میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ کے بانیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں، پھر آخر میں مجموعہ دیا گیا ہے پس ان میں کبھی نہ زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر اس امر سے فراغت ہو چکی ہے تو پھر عمل کس واسطے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے عملوں کو درست کرو۔ اور قرب الہی ڈھونڈو۔ کیونکہ جو بہشتی ہے اس کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پر ہوگا خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا رہے۔ اور جو دوزخی ہے اُس کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا۔ خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا رہے۔

اقوال العلماء:

یہی عقیدہ اسلاف رحمہم اللہ کا بھی ہے۔

(۱) امام احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

”لا فرق فی مماتہ و حیاتہ فی مشاہدۃ لامتہ و معرفتہ باحوالہم دنیا تہم و عزائہم و خواطرہم ذالک عندہ جلی لا خفاء بہ۔ فان قلت هذه الصفات مختصة باللہ تعالیٰ فالجواب ان من انتقل الی عالم البرزخ من المؤمنین یعلم احوال الاحیاء غالباً و قد وقع کثیر من ذالک کما هو مسطور فی مظنۃ ذالک من الکُتب و قد روی ابن المبارک عن سعید بن المسیب قال لیس من یوم الاوتعرض علی النبی ﷺ اعمال امته غدوة و عشية فیرفہم بسیما ہم و اعمالہم فلذلک یشہد علیہم۔“

(مواہب لدنیہ)

ترجمہ: اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال و نیات و عزائم و خواطر کی معرفت میں حضور کی موت و حیات یکساں ہے۔ اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے۔ اس میں کوئی پوشیدگی نہیں، اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں میں سے جو شخص عالم برزخ میں چلا جاتا ہے، وہ زندوں کے حالات غالباً جانتا ہے۔ ایسا بہت وقوع میں آیا ہے۔ جیسا کہ اس کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے بروایت سعید بن مسیب نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح و شام امت کے اعمال آنحضرت ﷺ پر پیش کئے نہ جاتے ہوں۔ لہذا آپ ان کے اعمال کو اور خود ان کو ان کے چہرے سے پہچانتے ہیں اسی واسطے آپ ان پر گواہی دیں گے۔

(۲) مواہب لدنیہ کی طرح مدخل ابن حاج میں بھی زیارت سید الاولین والآخرین میں یہی مضمون مذکور ہے اور یہ بھی لکھا

ہے:

”فاذا زارة ﷺ فان قدر ان لا یجلس فہو بہ اولیٰ فان عجز فلہ ان یجلس بالادب والا احترام

والتعظيم وقد لا يحتاج الزائر في طلب حوائجه ومغفرة ذنوبه ان يذكر هابلسانه بل يحضر ذلك في قلبه وهو حاضر بين يديه ﷺ لانه عليه الصلوة والسلام اعلم منه بحوائجه ومصالحه وارحم به منه لنفسه واشفق عليه من اقاربه وقد قال عليه الصلوة والسلام (اتمامثلى ومثلکم کمثل الفراش تقعون فى النار وانا آخذ بحجزکم عنها) او كما قال وهذا فى حقه ﷺ فى كل وقت واوران اعنى فى التوسل به وطلب الحوائج بجاهه عند ربه عزوجل ومن لم يقد رله زيارته ﷺ بجسمه فليتوها كل وقت بقبله وليحضر قلبه انه حاضر بين يديه متشفعا الى من من به عليه مدخل لابن الحاج جزء اول - زيارت سيد الاولين والاخرين ﷺ -

ترجمہ: جس وقت زائر آنحضرت ﷺ کی زیارت کرے۔ اگر وہ طاقت رکھتا ہو کہ نہ بیٹھتے تو اس کے لئے نہ بیٹھنا اولیٰ ہے اگر وہ کھڑا رہنے سے عاجز ہو تو اُسے ادب واحترام وتعظیم سے بیٹھنا جائز ہے۔ زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے۔ بلکہ ان کو آنحضرت ﷺ کے حضور میں دل میں حاضر کر لے۔ کیونکہ حضور ﷺ کو اُس کی حاجات و ضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے۔ اور حضور ﷺ اُس پر خود اُس کی نسبت زیادہ رحم والے اور اُس کے اقارب سے زیادہ شفقت والے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ”میرا حال اور تمہارا حال پر و انوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کرے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں۔“ اور یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے یعنی حضور ﷺ سے توسل کرنے میں اور آپ کے جاہ کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں۔ اور جس شخص کے لئے بذات خود آنحضرت ﷺ کی زیارت مقدر نہ ہو اُسے چاہیے کہ ہر وقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کر لے اور یہ سمجھے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوں اور حضور ﷺ کو بارگاہ الہی میں شفع لایا ہوں جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

(۳) علامہ سیوطی عالم برزخ میں آنحضرت ﷺ کے اشغال یوں تحریر فرماتے ہیں:

”النظر فى اعمال امته والا ستغفار لهم من السيئات والدعاء بكشف البلاء عنهم والتردد فى اقطار الارض لحلول البركة فيها وحضور جنازة من مات من صالحى امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فى البرزخ كماوردت بذلك الاحاديث والآثار۔“ (انتباه الاذكياء فى حيات الانبياء)

ترجمہ: اپنی امت کے اعمال کو دیکھنا اور اُن کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اور اُن سے بلاء دور کرنے کی دعا کرنا۔ اور اقطار زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا۔ اور اپنی امت کے صالحین میں سے کسی کے جنازے میں شامل ہونا کیونکہ یہ امور برزخ میں حضور کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہے۔

عرب و ہند عہد رسالت ﷺ میں

قطع نظر مذکورہ بالا شواہد و دلائل کے ہندو عرب کے تجارتی امور کے لحاظ سے لوگوں کی آمد و رفت سے بھی نبی پاک ﷺ کے خطہ ہندوپاک کے حالات آپ کے سامنے تھے۔ اس دور کے تجارتی اشیاء کا مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

مشک:

مشک ہندوستان کی مشہور خوشبو ہے، جو یہاں کے مختلف مقامات سے عرب میں جاتی تھی، عرب میں اس کی خاص منڈی بحرین کی بندرگاہ دارین تھی۔ اسی لئے مشک کا دوسرا نام داری پڑ گیا تھا۔ مشہور عربی شاعر امراء القیس نے اپنے معلقہ میں کہا ہے:

اذا قامت تضووع المسك منهما

نسيم الصبا جاءت بريا القرنفل

(جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تو ان سے مشک کی طرح پھیلتی ہے جیسے نسیم صبح لوگ کی خوشبو لے کر آئی ہے۔)

تابعہ ذبیانی نے اپنے ممدوح نعمان بن منذر شاہ حیرہ کی تحریف میں یہ دعائیہ شعر کہا ہے:

وتسقى اذا عاشت غير مصرود

بزوراء في جانا تها المسك كافع

(جب تم ارادہ کرو تو پوری طرح سیراب کئے جاؤ، زوراء کے گل میں جس کے شراب خانوں میں کستوری کی خوشبو والی شراب ہے)

تابعہ جعدی نے کہا ہے:

القي في فيه فليحان من مسك دا

رين من فلفل حرم

(اس نے دارین کے مشک اور تیز خوشبو کی مرچ کی ملاوٹ کی)

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

منايح فودي راسه مسبغة

جوي مسك دارين الاصم

(اس کے اطراف سر میں دارین کے بہترین مشک کی بہتات ہے۔)

فرزوق نے کہا ہے :

كان تريكة من ماء من
وداري الذكي من المدام
(گویا صاف و شفاف پانی اور دارین کے بہترین مشک کی شراب کا چشمہ ہے۔)

کثیر نے کہا ہے :

افيد عليها المسك حتى كانها
لطيمة داري تفتق فاوها
(اس پر مشک یوں لگایا گیا ہے جیسے وہ دارین کے مشک سے لدی ہوئی اونٹنی ہے جس کا نافہ اپنی خوشبو پھیلا رہا ہے۔)
اعشی نے اپنی محبوبہ کے لعاب کی لذت بیان کرتے ہوئے کہا ہے :

كان القرنفل و الزنجبيل
باتا بفيها داري مشورا
(شہد کی مٹھاس کے ساتھ گویا لونگ اور سوٹھ دونوں نے اس کے منہ کے اندر مشک داری میں رات بسر کی ہے۔)
(لسان العرب صفحہ ۱۵۲ جلد ۱۳ و صفحہ ۱۳۳ جلد ۱۱)

اور جوان العود نے کہا ہے :

لقد عا جلتني بالسياب و ثوبها
جديد و من اذاتها المسك تنفخ
(اس نے مجھے براہملا کہنے میں اس قدر جلدی کی کہ ابھی اس کے عروسی کے کپڑے نئے تھے اور اس کی آستینوں سے
مشک کی خوشبو آرہی تھی۔)

رؤب نے کہا ہے :

ان تشف نفسي من دبابات الحسك
احربها أطيب من ربيع المسك
(اگر میری روح بر چھپیوں کی دھار سے شفا پائے تو پھر اس کے لئے مشک سے بھی اچھی خوشبو مناسب ہے۔)
(لسان العرب جلد ۱۰ صفحہ ۷۸)

فارة المسك یعنی نافہ مشک کا تذکرہ ایک شاعر نے یوں کیا ہے :

لها فارة ذفراء كل عشية
كما فتق الكافور بالمسك فاتقه
(اس کے لئے ہر شام نافہ کی ایسی خوشبو ہے جیسے کسی نے کافور کو مشک کے ساتھ ملا کر خوشبو اڑائی ہے۔)

نابغہ نیشیانی نے کہا ہے:

اذا ماجرى الجادى فوق متونها
ومسك ذكى جفتها المجامر
(جب زعفران اور مشک اس پر بہہ پڑتے ہیں تو انگلیٹھیاں ان کو ٹھکانے لگاتی ہیں۔)
قد عبق العير بها ومسك
يخاططه من الهندي عود
(اس کے جسم زعفرانی پر خوشبو اور عود ہندی میں ملا ہوا مشک لپٹا ہوا ہے۔)

كان على الياها هجعة
صباقة ماء الطلج بالعسل الغض
فلما عرتنا ينفخ المسك جيها
اذا نفطت كاذت تمليل من النهض

بیداری کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبوب کے دانت پر برف کے پانی کے قطرے ہیں جو خالص شہد لئے ہوئے ہیں اور جب جب وہ ہمارے سامنے آتی ہے تو اس کے گریبان سے مشک جھڑتا ہے اور جب اٹھنا چاہتی ہے تو نزاکت کی وجہ سے اس میں چپک پڑ جاتی ہے۔

بشیر بن ابی خازم نے کہا ہے:

لقد اوفرن قسط ورفد
ومن مسك احم ومن سلاح

(وہ کشتیاں قسط، خوشبو، مشک اور سامان جنگ بہت زیادہ لائی ہیں۔)

یزید بن قیس کلابی نے عہد فاروقی کے ایک عامل کی شکایت کرتے ہوئے کہا ہے:

اذا لنا جر الهندي جاء بفارة
من المسك ضحت في سوافهم تجرى

جب ہندوستانی تاجر ناقدہ مشک لاتا ہے تو ان کی گردنوں میں گویا خوشبو کا دریا بہنے لگتا ہے۔ فتوح البلدان میں اذا
لما جرد الی ہے۔ (الاصابہ صفحہ ۱۷، جلد ۱ فتوح البلدان صفحہ ۳۷)

عود

عود (اگر) ہندوستان کی مشہور لکڑی، اور عربوں کی مرغوب ترین خوشبو ہے۔ اس کو عود ہندی، عود صنفی، عود قماری، عود مندلی، عود کلکی کے ناموں سے یاد کرتے ہیں، بلکہ کبھی صرف ہندی، قماری اور مندلی کی نسبت سے عود مراد لیتے ہیں،

عدی بن رقاح نے لکھا ہے:

رَبِّ نَارِبَتِ اَرْمَقِهَا
تَقْصُمُ الْهِنْدِي وَالْغَارَا

ایسی آگ کو دیکھ کر میں نے رات بسر کی ہے جو عود ہندی اور غار کے درخت کو کھائے جا رہی تھی۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

قَدْ عَبَقَ الْعَبِيرُ بَهَارَ مَسْكٍ
يَخَالُطُهُ مِنَ الْهِنْدِي عُودٌ

(اس کے جسم پر عفرانی خوشبو اور عود ہندی میں مخلوط مشک لپٹا ہوا ہے۔)

عمرو بن طناہ جاہلی کہتا ہے:

اِذَا عَامَشْتَ فَادِيَّ بَعَالِي ثِيَابَهَا
ذَكَى الشَّدَا وَالْمَنْدَلِي الْمَطِيرِ

(جب مجھ سے چلتی ہے تو اس کے حسن کی سناوی تیز خوشبو اور اڑنے والی ہندی عود کیا کرتی ہے۔)

ابراہیم بن علی ابن ہرملہ نے کہا ہے:

كَانَ الرِّكْبُ اِذَا طَرَفْتِكَ بَاتُوا
بِصَنْدَلٍ اَوْ يَنْقُورٍ عَنِّي قَسَارَا

(اہل قافلہ جب رات کو تیری طرف پہنچے تو تیری ایسی خوشبو محسوس ہوئی جیسے وہ صندل یا قنار میں ہیں۔)

نوٹ: اشعار میں صرف مشک کے متعلق اظہار مد نظر اور بس، ان سے عشقیہ باتوں سے ہمیں غرض نہیں۔

کافور

کافور عربی زبان میں کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے، کافور، قنور اور قافور، یہ ہندی لفظ کپور کا معرب ہے، یوں

تو کافور عرب کے ہریڑے بازار میں فروخت ہوتا تھا، لیکن دارین جس طرح ہندی مشک کی بہت بڑی منڈی تھا، اسی

طرح کافور کا بازار بھی تھا اور یہیں سے دوسرے علاقوں میں کافور جاتا تھا۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

كَانَ رَضَابُ الْمَسْكِ فَوْقَ لُثَامِهَا
وَكَافُورٌ دَارِيٌّ وَرَاحًا تَصْفَقُ

(اس کے مسوڑھوں کے اوپر گویا دارین کا کافور اور شراب وونوں چل رہے ہیں۔)

داری کی تشریح دیوان نابغہ کے حاشیہ میں یوں ہے:

العارى العطار منسوب الى دارين

وهي فريضة بالبحرين يحمل لها المسك من الهند

داری عطر قریش دارین کی طرف منسوب ہے جو بحرین کی بہت بڑی بندرگاہ ہے، وہاں پر ہندوستان سے مشک لایا

جاتا ہے۔ (دیوان نابغہ بنی شیبان صفحہ ۳)

ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

لها فارة ذقراء كل عشية

كما فتق الكافور بالمسك فاته

اس کے لئے ہر شام نافہ مشک کی خوشبو ہوتی ہے، جیسے کسی نے کافور اور مشک ملا کر خوشبو اڑائی ہو۔

نیز نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

شيت بكافور وماء قرنفل

وبماء مرهبة يسج فداها

وہ کافور، لونگ کے پانی اور شیریں پانی میں ملائی گئی ہے اور دھکن کے اوپر سے بہہ رہی ہے۔

كان مدامة ووضائب مسك

وكافوراً ذكياً لم يغش

(وہ گویا شراب اور مشک مخلول، اور نیز خوشبو کا کافور ہے جس میں ملاوٹ نہیں کی گئی ہے۔)

زنجبیل (سونٹھ)

زنجبیل ہندی زنجبیر کا معرب ہے جس کے معنی سونٹھ کے ہیں۔ تازہ زنجبیل کو اورک کہتے ہیں، اسے عرب خشک اور تر دونوں طرح سے استعمال کرتے تھے، اور اس کی خوشبو ان کے یہاں بہت مرغوب و مشہور تھی۔ (لسان العرب جلد ۱۱، صفحہ

۲۰۳)

میں ہے۔

والعرب تصف الزنجبيل بالطيب

وهو مستطاب عندهم جداً

عرب سونٹھ کی خوشبو کی تعریف کرتے ہیں اور وہ ان کے یہاں بہت ہی مرغوب اور پسندیدہ ہے۔

اعشی کا یہ قول گزر چکا ہے:

كَانَ الْقَرْنُفُلُ وَالزَّوْجِبِيلُ
بَانَا بَفِيهَا دَارِيَا مَشُورَا

اس کے لعاب و بہن کی لطافت و نگہت کا حال یہ ہے کہ جیسے اس کے اندر شہد کے ساتھ لوگنگ اور سوئٹھ نے مشک داری میں رات گزاری ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

وَزَوْجِبِيلٍ عَاتِقٍ مَطْلِبٍ - سوئٹھ ملی ہوئی پرانی خوشگوار شراب۔

(لسان العرب جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۳)

قرنفل

قرنفل (لوگنگ) کو عرب قرنفول بھی کہتے ہیں، یہ کرن پھول کا معرب ہے، عربی ادبیات میں اس کا ذکر کثرت سے آیا ہے، لسان العرب میں ہے:

وَقَدْ كَثُرَ فِي كَلَامِهِمْ وَاشْعَارِهِمْ -
اس کا تذکرہ کلام عرب میں کثرت سے آیا ہے:

چنانچہ ایک شاعر نے کہا:

وَبَابِي فُلُوكِ ذَاكَ الْمَعْسُولِ

كَانَ فِي أُنْيَابِهِ الْقَرْنُفُلُ

(میں تیرے اس شیریں دہن پر قربان جاؤں جس کے دانتوں میں گویا لوگنگ ہے جس کی خوشبو پھیل رہی ہے۔)
ایک اور شاعر نے کہا:

وَحُودَةُ أُنَاةٍ كَالْمُهَاطَةِ عَطْبُولِ

كَانَ فِي أُنْيَابِهَا الْقَرْنُفُلُ

(وہ نیل گاؤ کی طرح سیاہ آنکھوں والی، نازنین جس کے دانتوں میں گویا لوگنگ خوشبو لئے ہوئے ہے۔)
امراء القیس نے کہا ہے:

إِذَا قَامَتَا تَضُوعُ الْمَسْكِ مَتْنَمَا

تَسِيمُ الصَّبَاجَاءِ تَبْرِيَا الْقَرْنُفُلِ

(جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تو ان سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہے گویا نسیم لوگنگ کی خوشبو لاتی ہے۔)

نابذ شیبانی نے کہا ہے:

من الخضرات خلت رضاب فيها

سلافة قرنف شيت بمسك

(باحیا و شیرازوں کے لعاب و ہن ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ لوگ کی شراب ہے جس میں مٹک ملا ہوا ہے۔

(لسان العرب)

فلفل

فلفل پیالا یا پیالا (مرچ) کا معرب ہے (عربی) میں اس سے صیغے بھی بنائے گئے اور مفلفل اس چیز کو کہتے ہیں جس میں فلفل کی خوشبو ملائی گئی ہو۔ لسان العرب میں ہے:

وتدكثر محبته في كلامهم۔

(اس کا تذکرہ کلام عرب میں کثرت سے آیا ہے۔)

چنانچہ امرء القیس نے کہا ہے:

كان ميكاي الجراء غديّة

صبعن سلافاً من رحيق مفلفل

(مقام جوا کی مرغائیاں ایسی حواس یا خستہیں گویا ان کو مرچ ملی ہوئی بہترین صبا جی پلائی گئی ہے۔)

(لسان العرب جلد ۴، صفحہ ۵۳۲)

ساج (ساگوان)

ساج (ساگوان) ہندوستان کی بہترین عمارتی لکڑی ہے جو قدیم زمانہ سے عرب میں استعمال ہوتی تھی، اور بڑی مقدار میں یہاں سے جاتی تھی، جس سے دروازے، کواڑ، ستون اور چھت وغیرہ بنانے میں کام لیا جاتا تھا۔ عام طور سے ہندوستان سے اس کی بلیاں عرب جاتی تھیں، جن کو حسب ضرورت کاٹ لیا جاتا تھا، اس سالم لکی کو عرب ساج کہتے تھے۔ یہ لکڑی عام طور سے کوکن کے علاقے سے بھیجی جاتی تھی۔

نابذ شیبانی نے کہا ہے:

وقة لا تكاد الطير تبلغها

اعلى محاربها بالساج مستقون

(اس قبہ کی بلندی کو پرندے بھی نہیں پہنچ سکتے، اس کی ایسے اونچی محراب پر ساگوان کی چھت بنی ہے۔)

(دیوان بالغذبنی شیبان صفحہ ۵۳)

فائدہ: احادیث میں سانج کا ذکر آیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے بنا ہوا سامان استعمال فرمایا ہے۔

قسط (کٹھ لکڑی)

قسط کا لفظ ہندی کٹھ کا معرب ہے، اسے گست اور قسط بھی کہتے ہیں۔ یہ ہندوستان کی مشہور دوا ہے، جو عرب میں بہت مشہور تھی، اور مختلف بیماریوں میں استعمال کی جاتی تھی۔

بشیر بن ابی حازم اسدی نے تجارتی کشتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے:

فقد اوفرن من قسط ورنند

ومن مسك احمم من سلاح

یہ کشتیاں بھاری مقدار میں قسط، عود، مشک اور اسلحہ سے لادی گئیں۔

(دیوان بشیر بن ابی حازم اسدی صفحہ ۳۸)

فائدہ: احادیث میں قسط ہندی کے بڑے فضائل و فوائد آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے استعمال کی تاکید فرمائی ہے۔

داذی (تاڑی)

داذی ہندی لفظ تاڑی کا معرب ہے، اگرچہ تاڑی عرب میں بھی ہوتی تھی، لیکن ابن خرداذبہ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند سے بھی تاڑی عرب میں جاتی تھی، ایک شاعر نے اس کا ذکر یوں کیا ہے:

شربنا من الداذی کأنا

ملوک لنا برالعراقین والبحر

(ہم نے یوں تاڑی پی کہ نشہ میں یوں بادشاہ بن گئے کہ عراق، عرب اور عراق عجم اور سمندر ہمارے قلمرو میں آ گئے۔)

اسود بن کریمہ نے کہا ہے:

قد حسا الداذی صرناً۔ اس نے خالص تاڑی خوب سیر ہو کر پی۔

سندھی مرغی

دجاج سندھی یعنی سندھی مرغی اور ویک سندھی یعنی سندھی مرغی، ان دونوں کا استعمال بھی عرب میں عام تھا، اور عرب ان سے اچھی طرح واقف تھے، سندھی مرغی کا تذکرہ ابن خرداذبہ نے المساکک والممالک میں، ابن فقیہ ہمدانی نے مساکک الممالک، اور جاحظ نے کتاب الخیوان میں کیا ہے، بلکہ جاحظ نے دجاج سندھی کو ان جانوروں میں شمار کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی خصوصیات میں سے بنایا ہے، نیز اس نے لکھا ہے کہ دجاج خلاص اس مرغی کو کہتے ہیں جو

مبلی اور سندھی مرغیوں کی مخلوط نسل سے ہو، اور اگر مرغی خالص سفید رنگ کی اور ہندوستانی ہو تو اسے بیسری کہتے ہیں۔

(حیوة الحیوان جلد ۸، صفحہ ۱۱۵)

صاحب مجمع البحرین نے لکھا ہے:

وفی الحدیث دجاج سندی - حدیث میں سندھی مرغی کا ذکر ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں سندھی مرغی عام طور سے متعارف و مستعمل تھی۔ (مجمع البحرین)

سندھی کیڑے

عرب میں سندھ کے بنے ہوئے خاص قسم کے کیڑوں کو مسندہ اور مسندہ یہ کہتے تھے۔ اور ان کا استعمال بھی عام تھا، عام طور سے ان کی چادریں بنی تھیں، اور چونکہ یہ کیڑا ہندوستان سے پہلے یمن جاتا تھا اس لئے مدیہانی بھی کہتے تھے۔

لسان العرب میں ہے: **والمسندہ والمسنديۃ ضرب من الشیاب، وفی حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا اندہ**

دأنی علیہا اربعة اثواب سند قبل هو نوع البرود الیمانیۃ۔ (لسان العرب جلد ۳، صفحہ ۳۲۳)

ترجمہ: مسندہ اور مسندیہ کیڑے کی ایک قسم کا نام ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے آپ کے جسم پر سندھ کے چار کیڑے دیکھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ یمنی چادروں کی ایک قسم ہے۔

لنگی اور چادر

لسان العرب میں ہے کہ تہبند اور لنگی کے کیڑے بھی سندھ ہی سے عرب میں جاتے تھے۔

القوطۃ ثوب قصیر غلیظ یكون منزراً یجلب من السند:

قوطہ لطف چھوٹا سا کیڑا ہے جو چادر اور تہبند ہوتا ہے، سندھ سے لایا جاتا ہے۔

اور بعد میں اس کا رواج بار برداروں، محنت مزدوری کرنے والوں اور نوکروں میں عام ہو گیا تھا۔

مشہور امام لغت ابو منصور کا بیان ہے:

ورأیت بالکوفۃ ازراً مخططۃ بشتربہا الجمالون والخدم فیستزرون بہا۔ (لسان العرب جلد ۳،

صفحہ ۳۷۳)

ترجمہ: میں نے کوفہ میں دیکھا ہے کہ اونٹ والے اور نوکر چا کر دھاری دار چادریں خریدتے ہیں اور ان کو تہبند اور لنگی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں عام طور سے اسی قسم کا دھاری دار اور رنگین تہبند استعمال ہوتا ہے۔ یہی عربی لفظ قوطہ اور فوطہ ہے جو ہندوستان میں پوت کہا جاتا ہے جس سے مراد آج کل عام طور سے چارگز کاریشمی تھان ہوتا ہے۔

کرتہ

کرتہ خالص ہندوستانی لباس ہے جو قدیم زمانہ سے ایران اور عرب میں رائج تھا۔ عرب اسے معرب کر کے قرطی کہتے تھے، لسان العرب میں ہے:

(قرطی) ای قباء وهو تعریب کُرتہ، وقد تضم طاء ه، وابدال القاف من الهاء فی الاسماء المعربة
کثیر کالبرق، والباسق والمستق۔ (لسان العرب جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۳)

ترجمہ: قرطی قباء ہے، اور یہ کرتہ کا معرب ہے، اور قرطی کی طاء کو ضمہ بھی دیتے ہیں، اور اسماء معربہ میں باء کو قاف سے بدلنا بہت زیادہ ہے، جیسے بُرہ سے برقی، اور باسہ سے یاسق اور مست سے مستق۔

شاہان ایران کے دربار میں جب ملوک عرب جاتے تو شاہی دربار کی سجاوٹ میں کرتے کا استعمال خاص طور سے ہوتا تھا، اور اس کا شاہی لباس میں ہوتا تھا، قاضی رشید بن زبیر نے الذخائر والتحف میں اس موقع پر لکھا ہے:

والبسهم اللدیاج الملون من الثیاب والقراطی، وفی اوساطهم مناطق الذهب الاحمر مرصعة
بانواع الجواهر، وعن شماله اولاد المزاربة علیهم القواطی۔ (کتاب الذخائر صفحہ ۱۲۸)

بادشاہ شاہزادوں کو کپڑوں اور گرتوں میں سے رنگین و سیا پہناتا تھا اور ان کے کمر میں سونے کے چکے ہوتے تھے، جو قسم قسم کے جواہر سے مرصع ہوتے تھے، اور بادشاہ کے بائیں جانب مہربانوں (صوبوں کے حاکموں) کے لڑکے گرتے پہن کر کھڑے رہتے تھے۔

بازع القضاة اور
www.FaizAhmedOwaisi.com

سلیمان تاجر بحر ہر گند (بحر ہند) کے جزائر کے باشندوں کی صنعت و حرفت میں مہارت بیان کرتا ہوا کہتا ہے:

حتى انهم يعملون القمیص مفروغا منه نسجا بالکمین والدخر یصسین والحیج -

ان کی صنعت گری کا یہ حال ہے کہ وہ ایسا کرتہ بناتے ہیں جس میں دو ٹوں آستین کلیاں اور جیب بنی ہوتی ہیں اور ان کو سلتے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

عہد رسالت میں گرتے کا استعمال تھا اور بعض روایات میں اس کا ذکر ہے، بلکہ بعد تک یہ کپڑا بادشاہوں اور حاکموں کا لباس تھا، اصطخری نے منصورہ کے مسلمان حکمرانوں کا لباس کرتہ ہی بتایا ہے:

وزیہم زی اهل العراق الا ان زی ملوکهم یقارب زی ملوک الهند من الشعور والقراطی -

اہل منصورہ کا لباس اہل عراق کی طرح ہے، البتہ یہاں مسلمان حاکموں کا لباس ہندوستان کے راجوں، مہاراجوں کی طرح ہے اور وہ بھی پال رکھتے ہیں اور گرتے پہنتے ہیں۔

اسی طرح یہی جغرافیہ نویس دوسری جگہ ملتان اور منصورہ کے عام باشندوں کا لباس کرتہ ہی بتاتا ہے۔

ولباس القراطی فیہم ظاہر ، ءالاالتجار فان لباسہم القمیص والاردیۃ وسانر اہل فارس والعراق۔ (مسالک الممالک صفحہ ۷۷)

گرتے کا ان میں عام چلن ہے، البتہ تاجروں کا لباس قمیص اور چادر ہے۔ اور فارس و عراق والوں کا لباس بھی قمیص اور چادر ہے۔

یہ چند ہندوستانی اشیاء کی فہرست ہے جن کا استعمال عرب میں عام تھا، ان کے علاوہ بھی بہت سی ہندوستانی چیزیں عرب میں مستعمل تھیں، اشعار عرب اور کتب لغت کی مراجعت کے بعد ان کا نشان مل سکتا ہے۔ لیکن میرے موضوع کے لئے کافی ہے کہ یہ اشیاء حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہوں گی اور آپ ﷺ انہیں استعمال فرماتے ہوں گے ایسی باتوں سے ہندوپاک کی یاد بارگاہِ رسول ﷺ میں بار بار آتی ہوگی اسی نسبت سے حضرت عارف جامی قدس سرہ نے عرض کیا ہے۔

کاش سگت راجامی نام بودم
کہ ہرز بافت رفتہ باشد گاہی گاہی

زمانۂ رسول اکرم ﷺ میں ہند وپاک کے لوگ

عہد رسالت میں ہندوستان کے لوگ عرب میں یوں تو اکثر مقامات پر موجود تھے اور حضری اور بدوی دونوں قسم کی زندگی بسر کرتے تھے مگر عرب کے سواحل میں خلیج عربی سے لے کر یمن کے اطراف تک خاص طور سے ان کی کثرت تھی۔ ان میں کچھ تو تجارتی کاروبار کرتے۔ کچھ ایرانیوں کے تحت سیاست و حکومت کے کاموں میں دخل تھے اور کچھ آزاد زندگی بسر کر کے اپنا ذریعہ معاش تلاش کرتے تھے۔

عرب کے ان مشرقی اور جنوبی ساحلوں میں آنحضرت ﷺ نے آخر زمانہ میں اسلام کی دعوت فرمائی۔ جہاں اسادرہ ، ان کی اولاد ابنائے یمن، سیاحہ اور زط عام طور پر موجود تھے۔ اس لئے یہاں مشرک اور مجوس عربوں کی طرح بہت سے عجیب یا شندے بھی اسلام لائے جن میں ایرانی، ہندی، سندھی اور حبشی وغیرہ سب شامل تھے۔ فقیر چند خوش قسمتوں کا مختصر حال عرض کرتا ہے۔

(۱) بیز ظن

عجم میں اسلام میں سب سے پہلے ملک یمن نے سبقت کی۔ اس علاقہ پر یمن کے ایک خالص ہندوستانی بزرگ حضرت بیز ظن ہندی یمنی ؑ ہیں۔ یہ ہندوستانی طریقہ علاج کے ماہر طبیب تھے۔ انہوں نے بڑی عمر پائی اور رسول

اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں اسلام قبول کیا لیکن آپ ﷺ سے ملاقات کا ثبوت نہیں ملتا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ الاصابہ کی تیسری فصل میں کیا ہے جس میں ایسے حضرات کا بیان ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ مبارک پایا اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں یا اس کے بعد اسلام لائے۔

ان کا تذکرہ الاصابہ میں اس طرح ہے کہ شیخ حسن بن محمد شیرازی نے کتاب السوانح میں حضرت شیخ جعفر بن محمد شیرازی کی روایت سے لکھا ہے کہ:

”بیرظن ہندی شاہان ایران کے زمانہ میں ایک بوڑھے آدمی تھے۔ بھنگ کے علاج میں ان کا واقعہ مشہور ہے اس کو ان اطراف میں سب سے پہلے انہی نے رواج دیا تھا اور یمن میں اس کی شہرت ان کی وجہ سے ہوئی تھی۔ انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسے قبول کیا۔“

حضرت بیرظن ہندی رحمہ اللہ وہ پہلے خوش نصیب ہندوستانی ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کا زمانہ پاکم از کم آپ ﷺ کے زمانے سے قریب تر عہد پایا۔ اس قریب زمانی کے ساتھ ساتھ قربت مکانی میں بھی وہ پہلے ہندوستانی ہیں۔ حضرت باذان رحمہ اللہ حاکم یمن اور ان کے اسادہ کے اسلام لانے کے بعد جن میں ایرانی، ہندوستانی اور سندھی سب ہی شامل تھے۔ یمن اور اطراف میں عربوں کی طرح عام عجمی باشندے بھی اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ نے وہاں کے مسلمانوں پر حضرت زبیر قان بن بدر رحمہ اللہ کو حاکم مقرر فرمایا۔

طبری کا بیان ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ ﷺ اپنے عمال کو عربوں میں مقرر فرما چکے تھے۔ چنانچہ زبیر قان بن بدر کو قبیلہ رباب اور عوف اور اہل یمن پر مقرر فرمایا تھا۔“

یمن کے مشہور علاقہ نجران میں بھی ہندوستانی موجود تھے، چنانچہ ۱۰ھ میں جب نجران سے بنی حارث بن کعب کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھتے ہی ان پر ہندوستانی ہونے کا شبہ ظاہر فرمایا اور حضرت خالد رحمہ اللہ سے پوچھا:

من هؤلاء القوم الذی کانہم رجال الہند۔

یہ لوگ کون ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں؟

جب آنحضرت ﷺ نے اطراف و جوانب کے امراء و حکام کو دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو نجران کے عام لوگوں کے نام بھی ایک دعوت نامہ روانہ فرمایا امام طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے نجران کے عربوں اور وہاں آباد غیر عرب باشندوں کے پاس خط لکھا۔ اس پر وہ لوگ اسلام پر قائم رہتے ہوئے اپنی جمعیت لے کر ایک مقام

پر رہنے لگے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر عرب باشندگانِ نجران میں وہاں کے ایرانیوں کی طرح ہندوستان اور سندھ کے باشندے بھی داخل رہے ہوں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ اسلام پر لبیک کہا۔

فائدہ: اس سے واضح ہوا کہ خطہ ہندو پاکستان سے کافی حضرات کو نبی پاک ﷺ کی صحابیت کی سعادت کا شرف نصیب ہوا۔ ان میں سے تمام کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ فقیر نے یہاں چند نمونے عرض کرنے ہیں۔ حضرت بیزطن رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر کے بعد حضرت بابا رتن ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ایک اور ہندی کا ذکر حاضر ہے۔

تاریخ میں ہے کہ راجہ بھوج ایک بڑے مشہور حکمران ہوئے ہیں جو پلپا کے باشندے تھے جس کو عام لوگ بھوج پور بھی کہتے ہیں۔ وہاں ایک عمارت رصد گاہ کے نام سے مشہور ہے مگر منتر جتس اس کا عرف عام ہے اور وہ بہت پرانی عمارت ہے اور فلکیات کے زائچے اور نجوم کے حسابات اس پر منقوش ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس جگہ راج بھوج کے شاہی محلات تھے ”راجہ بھوج“ شق القمر کے معجزہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ سب دوسرے لوگ ان کے مخالف ہو گئے تھے اور ترک وطن کر کے دھار وار (گجرات) جانے پر مجبور ہو گئے اور باقی زندگی انہوں نے سلطنت کو خیر باد کہہ کر یادِ الٰہی میں وہیں گزار دی۔

معجزہ شق القمر اور ضابطہ علم الحدیث:

اصل موضوع یہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھلایا۔ اس کے بعد راویوں کے روایات کے اطوار بدلنے سے حقیقت نہیں بگڑتی اس لئے کہ علم الحدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی اپنی روایت اپنے مشاہدہ کے مطابق بیان کرتا ہے جو اصل حقیقت کے خلاف نہیں ہوتا اسی لئے راویوں کے اختلاف کی تطبیق کا باب محدثین نے وضع فرمایا۔

صحابی رسول ﷺ بابا رتن:

تاریخ میں ہے خطہ ہند میں چاند دو ٹکڑے دیکھا گیا لیکن اس وقت بھی اس خطہ میں اس معجزہ کی تصدیق اسے نصیب ہوئی جس کا ازل سے ستارہ سفید تھا ان میں ایک بابا رتن بھی تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے بابا رتن بن ساہوگ ساکن تیرندی جو نواحِ دہلی میں ایک مقام ہے، پیدا ہوئے۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر دین اسلام قبول کیا جس کے لئے بعد میں حضرت محمد ﷺ نے طویل عمر کی دعا کی جو چھ سو تیس سال تک دنیا میں زندہ رہے۔ صاحبِ قاموس اور دیگر مؤرخین اسلام نے کتب و تواریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اول کتاب الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں بابا رتن کے حالات زیادہ تفصیل سے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا رتن نے چھ سو تیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ۱۶۷۵ھ میں محمود بن بابا رتن نے خود اپنے باپ کے تفصیلی حالات اور ان کا ”معجزہ شق القمر“ کا مشاہدہ کرنا ہندوستان سے بلادِ عرب جانا اور مشرف بہ اسلام ہونا

بیان کیا ہے۔ فاضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے اور علامہ شمس الدین بن عبد الرحمن صانع خفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قاضی معین سے ۷۳۷ھ میں سنا کہ قاضی نور الدین بیان کرتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا کہ مجھ کو سترھواں برس تھا جب میں اپنے چچا اور باپ کے ساتھ بسلسلہ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر پٹھرا جہاں ایک عمارت تھی دفعۃً قافلہ میں شور وغل پیدا ہوا اور یافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عمارت بابا رتن کی ہے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت لوگ آرام پاسکتے تھے جب ہم اس درخت کے نیچے گئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس درخت کے نیچے جمع ہیں ہم بھی اسی غول میں داخل ہوئے ہم کو دیکھ کر لوگوں نے جگہ دی جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے ایک بہت بڑی زنبیل درخت کی شاخوں میں لٹکی ہوئی دیکھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس زنبیل میں بابا رتن ہیں جنہوں نے رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے چھ مرتبہ طویل عمر کی دعا کی۔ یہ سن کر ہم نے ان سے کہا کہ زنبیل کو اتار دتا کہ ہم اس شخص کی زبان سے کچھ حالات سنیں۔ تب ایک مرد بزرگ نے اس زنبیل کو اتار زنبیل میں بہت سی روٹی بھری ہوئی تھی جب اس زنبیل کا منہ کھولا گیا تو بابا رتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یا طائر کا بچہ روٹی کے پہل سے نکلتا ہے پھر اس شخص نے بابا رتن کے چہرہ کو کھولا اور ان کے کان سے اپنا منہ لگا کر کہا جڈ بزرگوار یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں ان میں سے اکثر شرفاء اور اولادِ پیغمبر ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ ان سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکر رسول خدا ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا۔ یہ سن کر بابا رتن نے ٹھنڈی سانس بھری اور اس طرح زبان فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی جھنجھٹاتی ہے۔

بابا رتن کا بیان :

میں اپنے باپ کے ساتھ کچھ مال تجارت جاز لے کر گیا اس وقت میں جوان تھا جب مکہ کے قریب پہنچا بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرت بارش سے پانی بہہ رہا ہے وہیں ایک صاحبزادہ کو دیکھا کہ جن کا چہرہ نہایت غمگین تھا رنگ کسی قدر گندم گوں تھا اور دامن کوہ میں اونٹوں کو چرا رہا تھا۔ بارش کا پانی جوان کے اونٹوں کے درمیان سے زور سے بہہ رہا تھا۔ اس سے صاحبزادہ کو خوف تھا کہ سیلاب سے نکل کر اونٹوں تک کیسے پہنچوں۔ یہ حال دیکھ کر مجھے ملول ہوا اور بغیر اس خیال کے میں ان صاحبزادہ کو جانتا پہچانتا اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اور سیلاب کو طے کر کے ان کے اونٹوں تک پہنچا دیا جب میں اونٹوں کے نزدیک پہنچ گیا تو میری طرف بنظر شفقت دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا **بارک اللہ فی عمرک** : **بارک اللہ فی عمرک** : **بارک اللہ فی عمرک** میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مال تجارت فروخت کر کے اپنے وطن واپس آ گیا۔

ظہور معجزہ شق القمر :

وطن آنے کے بعد اپنے کاروبار میں مگن ہو گیا اس پر کچھ زمانہ گزر گیا کہ جاز کا خیال ہی نہ آیا۔ ایک شب میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا دفعۃً کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہو گیا اور ایک مغرب میں۔ ایک ساعت تک تیرہ تاریک رہی رات اندھیری معلوم ہوتی تھی۔ وہ ٹکڑا جو مشرق میں غروب ہوا تھا اور وہ ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہوا تھا اور مغرب سے نکلا تھا دونوں آسمان پر آکر مل گئے چاند اپنی اصلی حالت میں ماہ کامل بن گیا۔ میں اس واقعہ سے بڑا حیران تھا اور کوئی سبب اس کا عقل میں نہیں آتا تھا یہاں تک کہ قافلہ ملک عرب سے آیا اس نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر ہوں اہل مکہ نے اس دعویٰ کی تصدیق میں مثل دے دیگر معجزات انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کو حکم دے کہ آسمان پر دو ٹکڑے ہو جائے ایک مشرق میں غروب ہو دوسرا مغرب میں اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام سے آکر آسمان پر ایک ہو جائے جیسا کہ تھا اس شخص نے بقدرت خدا ایسا کر دکھایا۔ جب مجھ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نہایت مشتاق زیارت ہوا کہ خود جا کر اس شخص کی زیارت کروں چنانچہ میں نے سفر کا سامان درست کیا اور کچھ مال تجارت ہمراہ لے کر روانہ ہوا

اور مکہ میں پہنچ کر اس شخص کا پتہ دریافت کیا لوگوں نے مکان اور دولت کدہ کا نشان بتایا۔ میں دروازے پر پہنچا اور اجازت حاصل کر کے داخل حضوری ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسط خانہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ چہرہ نورانی چمک رہا ہے اور ریش مبارک سے نور سامع ہے۔ پہلے سفر میں میں نے جب دیکھا تھا اور اس سفر میں جو میں نے دیکھا مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اٹھا کر سیلاب سے باہر نکالا تھا۔ جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا **وعلیک السلام ادن منی** اس وقت ان کے پاس ایک طبق پُر از رطب رکھا تھا اور ایک جماعت اصحاب کی گردبشی ہوئی تھی۔ اور نہایت تعظیم کے ساتھ ان کا احترام کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل پر ایسی بیت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر انہوں نے فرمایا ”میرے قریب آ۔ پھر انہوں نے فرمایا گھانے میں موافقت کرنا متقاضیات مروت ہے اور باہم نفاق کا پیدا کرنا ہے۔ بے دینی و زندقہ ہے۔ یہ سن کر میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانے میں رطب کے شریک ہوا وہ اپنے دست مبارک سے رطب اٹھا اٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ سے چن چن کر کھائے چھ رطب انہوں نے عنایت فرمائے۔ پھر میری طرف دیکھ کر تبسم اشارہ فرمایا کہ تو نے مجھے نہیں پہچانا میں نے عرض کیا کہ مجھے مطلق یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے مجھے سیل رواں سے پار نہیں اتارا تھا اور دونوں کی چراگاہ تک نہیں پہنچایا تھا۔ یہ سن کر میں نے پہچانا۔ اور عرض کیا کہ اے جوان خوش رو بے شک صحیح ہے۔ پھر ارشاد فرمایا داہنا ہاتھ بڑھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا انہوں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کر کے ارشاد فرمایا **اشھدان لا الہ الا اللہ**

و اشہدان محمد رسول اللہ میں نے اس کو ادا کیا۔ حضور ﷺ بہت مسرور ہوئے جب میں رخصت ہونے لگا تو حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا **بارک اللہ فی عمرک** میں آپ سے رخصت ہوا میرا دل بسبب ملاقات اور بسبب حصول شرف اسلام بہت مسرور تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی دعا کو حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا اس وقت میری عمر چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہے اس بستی میں جتنے لوگ آباد ہیں وہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد ہیں۔ ان کے مزید حالات فقیر کی کتاب ”طویل العمر لوگ“ میں پڑھئے۔

آخری گذارش :

فقیر نے یہ رسالہ عوام قارئین کے علمی اضافہ کے علاوہ اس مقصد کے پیش نظر لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لئے مخالفین مانتے ہیں کہ آپ کو ہندو پاک کے بارے میں علم تھا تو پھر اس میں کیوں ہچکچاتے ہیں کہ آپ **عالم ماکان** و ما یكون ہیں۔

الحمد لله على ذلك وصلى الله على حبيبہ الکریم ﷺ

مدینے کا بھکاری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

